الجامع الصحیح میں مباحث علوم قرآنیہ تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

A research work and analytical study of the Quranic subjects discussed in Sahih AlBukhari

ڈاکٹر عبدالغفار لاہور(1)

ABSTRACT:

Discussion on Quranic Research and Analytical Study in Al-Jamia Sahi. In Sahi Bukhari, Mubahase Aloom Qurani are present, however to find them out, a painstaking effort is required but description of Imam Bukhari,where faqhi secrets are hidden in translation of chapters, there discussion also is found either directly or indirectly which can provide useful information and give a novel form to Aloom Qurani. The novelty in tafseer and Asool Tafseer and the opinion of Hadith interpreters can be recognized from the study of Amada tul Qari and Fateh ul Bari and above all from Sahi Bukhari. As a model, quranic discussion of Surah Fateha derived from only Kitab ul Tafseer is taken as zikr, which elucidates the fact that with the help of profound study and investigative way of thinking, many new discussions can be determined from Sahi Bukhari so that the point of views of Mufasareen, Ahl-e- Tafseer and as well as opinion of Hadith interpreters may be understood. Hence Sahi bukhari comprises of reliable and valid traditions, therefore, derived information and discussions are beyond controversy because Imam Bukhari cites reliable quotation from some Sahabi while arguing at some issue.

Key Words: Sahi Bukhari, Mubahase Aloom Qurani, Imam Bukhari, Tafseer, Mufasareen

علوم القرآن کے تاریخی مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علوم القرآن، تفسیر، اصول تفسیر ابتدائی ادوار میں الگ سے مستقل موضوعات کی حیثیت نہیں رکھتے تھے بلکہ کتب حدیث ہی کا حصہ ہوتے تھے، بعد کے ادوار میں انہیں متون حدیث کی کتب سے الگ کر دیا گیا، بعد ازاں تفسیر کی باقاعدہ کتب بھی سامنے آنے لگیں اور اصول تفسیر بھی مرتب ہوئے۔ جبکہ اس سے قبل کتب حدیث میں ہی تفسیر، اصول تفسیر اور علوم قرآنیہ کی مباحث یکجا تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحیحین، جوامع، مسانید اور سنن میں کتاب التفسیر، کتاب فضائل القرآن اور کتاب القراءات وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا۔

(1) اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور (نارووال کیمپس)

مقالہ ہذا میں مباحث فی علوم القرآن کے باب میں امام بخاری کے منہج واسلوب ان کی جامع یعنی صحیح بخاری کی روشنی میں یہ جائزہ لیا جائے گا کہ صحیح بخاری میں کس قدر علوم وفنون جمع ہیں جنہیں شروحات اور تراجم ابواب کے ذریعہ سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ اگر مباحث علوم القرآن میں امام بخاری کے منہج واسلوب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ مفید ثابت ہو گا جس سے مفسرین اور اہل التفسیر کے علاوہ ایک نیا منہج اور اسلوب اور کچھ نئی مباحث بھی اخذ کی جاسکتی ہیں جس سے علوم القرآن میں مفید اضافہ ہو گا، بلکہ مدفون علمی خزانوں کو دریافت کیا جاسکے گا۔ چونکہ امام المحدثین امام بخاری نے اپنی صحیح میں نہ صرف حسن ترتیب، ابواب بندی ،ترجمۃ الباب اور روایات و آثار میں موافقت و مناسبت پیدا کی ہے بلکہ بہت سے ایسے قوا　عد وضوابط بھی ملحوظ رکھے ہیں جو مستقل فن اور علم کی حیثیت رکھتے ہیں، یعنی یہ کتاب محض متون حدیث اور اسناد ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ بے شمار علوم وفنون اور مباحث علمیہ کا مجموعہ ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح بخاری کی ممتاز شروحات؛ خاص طور پر فتح الباری اور عمدۃ القاری؛ کے مطالعہ سے درج ذیل مباحث علوم القرآن سامنے آتی ہیں:

- علم غریب القرآن
- علم الناسخ والمنسوخ
- علم اسباب النزول
- علم المکی والمدنی
- علم القراءۃ والتجوید
- علم اسماء القرآن
- علم بلاغۃ القرآن
- علم لغۃ القرآن
- علم المناسبات
- علم نزول قرآن(أین نزل القرآن)
- علم الاشتقاق
- علم القراءت
- علم اول مانزل
- علم آخر مانزل
- علم الترجیح

- علم البلاغہ

الجامع الصحیح للبخاری میں علوم القرآن کی مباحث (بطور نمونہ)

ذیل میں امام بخاری کی الجامع الصحیح میں موجود مباحث علوم القرآن کا اختصاصی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ امام بخاری وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے علوم القرآن کی مباحث کو جابجا ذکر کیا ہے اور علوم القرآن کے باب میں بھی صحیح بخاری کو وہی درجہ حاصل ہے جو درجہ علوم الحدیث میں حاصل ہے، چنانچہ صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں بالخصوص اور بقیہ ابواب بخاری میں بالعموم علوم القرآن کی مباحث بکثرت موجود ہیں۔ "فقه البخاري في تراجمه" کے عین مطابق امام بخاری کے ترجمۃ الباب اور حدیث میں جہاں فقہی ذخیرہ موجود ہے وہیں علوم القرآن کی بے شمار مباحث بھی موجود ہیں۔ چنانچہ کتاب التفسیر میں صرف سورۃ الفاتحہ کے مطالعہ سے ہی بہت سے علوم القرآن اخذ ہوتے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے بعض کا تعارف اور امثلہ پیش کی جاتی ہیں:

علم غریب القرآن:

تعریف:

امام خطابی غریب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الغريبمنالكلامإنماهوالغامضالبعيدمنالفهم. (1)

کلام میں غریب سے مراد فہم سے بعید ایسے پر اسرار کلمات جن کو سمجھنا مشکل ہو۔

مشکل لغات یا وہ لغات اور تراکیب جو مختلف افراد اپنی معلومات اور ذہنی سطح کے مطابق تعبیر کرتے ہیں۔ علوم قرآن کے علماء نے مشابہ آیات اور الفاظ کے تقابل اور روایات کی مدد سے الفاظ قرآن کے حقیقی معنی کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہر کوئی اپنے سلیقہ کے مطابق خاص معنی استنباط نہ کرے اور الفاظ قرآن کے حقیقی معانی سے روگردانی نہ کرے۔

قرآن میں مختلف قبائل کے لہجے اور لغات موجود ہیں اور تمام قبائل الفاظ سے یکساں استفادہ نہیں کرتے اور یہ بات مسلم ہے کہ ہر لغت کا ماہر اپنی اصطلاح کو دوسروں سے صحیح تر استعمال کرتا ہے بنابریں ایک قبیلہ کی لغت دوسرے قبیلہ کے لئے غریب اور غیر مانوس تصور ہو گی۔

امام بخاری بہت سے مقامات پر قرآن مجید کے غریب الفاظ کی تشریح لغت عرب سے کرتے ہیں۔ یہ طریقہ کار مفسرین کے ہاں بھی معروف ہے۔ ذیل کی مثال سے امام بخاری کا منہج واضح ہوتا ہے: سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں غریب لفظ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

وَالدِّينُ: الجَزَاءُ فِي الخَيْرِ وَالشَّرِّ، كَمَا تَدِينُ تُدَانُ " وَقَالَ مُجَاهِدٌ: " {بِالدِّينِ} [الانفطار: 9]: بِالحِسَابِ، {مَدِينِينَ} [الواقعة: 86]: مُحَاسَبِينَ ".[2]

الدین کا معنی بدلہ دینا ہے خواہ اچھا ہو یا برا۔ عرب کا محاورہ ہے: جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ امام مجاہد نے فرمایا: "الدین" کا معنی ہے "الحساب"، جیسا کہ "مدینین" کا معنی ہے: "محاسبین" یعنی حساب کیے گئے۔

جبکہ یہی معانی ابو عبیدہ (210ھ) نے بھی مجاز القرآن میں بیان کیے ہیں:

"الدِّين: الحساب والجزاء، يقال في المثل: كما تدين تدان".[3]

دین کا معنی ہے حساب اور جزاء، جیسا کہ بطور مثل کہا جاتا ہے: کم تدین تدان: جیسا کروگے ویسا بھروگے۔

علم اسماء السور:

بعض اوقات کسی سورت کا صرف ایک ہی نام ہوتا ہے اور یہ بہت زیادہ ہے، بعض اوقات دو نام ہوتے ہیں، بعض اوقات تین اور بعض اوقات چار حتی کہ بعض سورتوں کے اس سے بھی زیادہ نام ہوتے ہیں جیسا کہ سورۃ الفاتحۃ کے بیس سے زائد نام ذکر کئے گئے ہیں۔[4]

امام بخاری قرآن مجید کی سورتوں کے نام بھی ذکر کرتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں سورۃ کے نام سے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

باب ما جاء في فاتحة الكتاب، وسميت أم الكتاب.[5]

یہاں امام بخاری نے سورۃ فاتحہ کے دو ناموں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام بخاری کا سورتوں کے ناموں سے متعلق منہج یہ ہے:

- بسا اوقات (باب) کے تحت درج کر دیتے ہیں، جیسا یہاں ذکر کیا ہے:

(باب ما جاء في فاتحة الكتاب)،(باب سورة المائدة)، (باب سورة الروم).[6]

- بسا اوقات (باب) کا لفظ استعمال نہیں کرتے اور تفسیر ذکر کر دیتے ہیں جیسے:(سورة البقرة ، سورة آل عمران)[7] یا محض سورۃ کا اول حصہ ذکر کردیتے ہیں جیسے:(سُورَةُ كهيعص، سُورَةُقُلْهُوَاللهُ أَحَدٌ)[8]
- جس سورۃ کے نام ایک سے زائد ہوں ذکر کر دیتے ہیں جیسا کہ سورہ فاتحہ کے بیس سے زائد نام ہیں ان میں سے متعدد کا امام بخاری نے ذکر کردیا ہے

جیسے:(بَابُمَاجَاءَفِيفَاتِحَةِالكِتَابِ، وَسُمِّيَتْأُمَّالكِتَابِ)پھر حدث میں ذکر کردہ دو نام ذکر حدیث کو بیان کرکے ہی ذکر کردیئے اور وہ ہیں: (السَّبْعُ المَثَانِي، وَالقُرْآنُ العَظِيمُ) (9)

- جس سورۃ کے نام سے متعلق کوئی روایت ہو ذکر کردیتے ہیں۔ جیسا کہ یہ روایت سیدنا عبادہ بن صامت سے کہ رسول اللہ نے فرمایا :(لَا صَلاَةَلِمَنْلَمْيَقْرَأْبِفَاتِحَةِالكِتَابِ) (10)
- بعض اوقات کسی سورۃ کے نام سے متعلق وجہ تسمیہ خود بھی بیان کردیتے ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ سے متعلق لکھتے ہیں :(أَنَّهُيُبْدَأُبِكِتَابَتِهَافِيالمَصَاحِفِ،وَيُبْدَأُبِقِرَاءَتِهَافِيالصَّلاَةِ) (11)

علم فضائل السور:

فضل قرآن یا فضائل قرآن علوم القرآن کی مباحث میں شامل ہے جس پر مستقل کتب تصنیف کی گئی ہیں۔ امام بخاری نے بھی الجامع الصحیح میں کتاب التفسیر کے بعد فضائل القرآن کے نام سے الگ کتاب شامل کی ہے۔

امام بخاری نے سورتوں کے فضائل درج ذیل مختلف صورتوں میں ذکر کرتے ہیں:

- جن کی قراءت خاص مقامات پر ہے۔ جیسے سورۃ البقرۃ کی فضیلت کے بیان میں رات کو سونے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت۔ (12)
- جن سے متعلق اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔ سورۃ اخلاص کو قرآن کا تہائی حصہ قرار دینا۔ (13)
- جن سورتوں کی خاص تاثیر ہے۔ جیسے سورۃ فاتحہ کی تلاوت ایک ڈسے ہوئے شخص پر اور اسے اللہ کے حکم سے شفا ملنا۔ (14)
- جن سورتوں کو واضح انداز میں فضیلت عامہ دی گئی ہے جیسے: سورۃ الفاتحہ کو اعظم سورۃ قرار دیا گیا۔ (15)

علامہ ابن ملقن لکھتے ہیں: "اس میں اشارہ ہے قرآن کی بعض سورتیں بعض پر فضیلت رکھتی ہیں"۔

علم المکی والمدنی:

علم المکی والمدنی سے مراد مکی اور مدنی سورتوں کا علم اور معرفت یعنی ہجرت سے قبل مکی دور میں نازل ہونے والی سورتوں اور ہجرت کے بعد مدنی دور میں نازل ہونے والی سورتوں کی معرفت اور پہچان [16]۔امام بخاری قرآن مجید کی سورتوں کے حوالے سے اس علم کا بھی ذکر کرتے ہیں۔جیسے:

جمہور علماء کے نزدیک سورۃ الفاتحہ مکی ہے، جبکہ بعض کے ہاں مدنی ہے۔ لیکن امام بخاری ابوسعید بن معلی کی روایت ذکر کرکے بہت مضبوط موقف قائم کرتے ہیں۔ ابوسعید بن معلیٰ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس سورۃ میں اپنے نبی ﷺ پر سورۃ فاتحہ کے نزول کا بطور احسان ذکر کیا ہے وہ مکی ہے: (وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ) [17]چونکہ سورۃ الحجر مکی ہے اس لیے اس میں جس سورۃ کے نازل ہونے کی پیشین گوئی ہے وہ سورۃ الفاتحہ ہے وہ مدنی کیسے ہو سکتی ہے؟[18]۔

علم عد الآیۃ:

علم عد الآیۃ سے مراد وہ علم ہے جس میں قرآنی آیات کے احوال کے متعلق بحث ہوتی ہے کہ ہر سورۃ میں کتنی آیات ہیں؟ ان کی ابتداء کیا ہے اور انتہاء کیا ہے؟[19] یہ بھی علوم القرآن میں ایک علم ہے، اس موضوع پر کتب بھی موجود ہیں۔ امام بخاری بھی اپنی صحیح میں سورۃ الحجر کی آیت: (وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ) سے استدلال کرتے ہیں اور اس علم کے متعلق بحث کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علوم قرآنیہ کی اکثر و بیشتر ابحاث کی بنیاد اور دلیل حدیث و آثار ہی ہیں۔ امام بخاری بھی سورۃ فاتحہ کو سات آیات ہی شمار کرتے ہیں[20]۔

البتہ محل نزع یہ ہے کہ امام بخاری کے ہاں "بسملہ" کو شامل کرکے سات آیات ہیں یا پھر محض سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں۔ جب تفسیر لکھتے ہیں تو "بسملہ" کو سورۃ الفاتحہ سے الگ تفسیر کرتے ہیں:

(الرحمن الرحیم)اسمان من الرحمۃ ، الرحیم والراحم بمعنیٰ واحد ، کالعلیم والعالم. [21]اس اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بسم اللہ کو سورۃ الفاتحہ سے الگ شمار کرتے ہیں البتہ (صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) کو الگ اور (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) کو الگ سے ساتویں آیت شمار کرتے ہیں۔

لیکن اس بحث میں بھی امام بخاری اپنے دعویٰ کی دلیل نہایت عمدہ پیش کرتے ہیں کہ ابوسعید بن معلیٰ کی روایت یوں ہے:

(قلت لہ: ألم تقل لأعلمنك سورة هي أعظم سورة في القرآن ؟ قال: (الحمد لله رب العالمين)هي السبع المثاني والقرآن العظيم الذي أوتيته)اگر بسملہ بھی سورۃ الفاتحہ کا حصہ ہوتی تو آغاز بسملہ سے ہوتا[22]۔

علم التفسير بالرائے:

امام بخاری نے بہت سے مقامات پر علم تفسیر میں ذاتی رائے بھی قائم کی ہے لیکن اس کی دو صورتیں عموماً ہوتی ہیں۔

1. وہ رائے جو سابقہ مفسرین نے بھی قائم کی ہو۔
2. وہ جو بالکل ذاتی رائے ہو۔

عموماً ذاتی رائے تب ہی قائم کرتے ہیں جب اختلاف زیادہ ہو اس صورت میں بھی کسی ایک معنیٰ کو مضبوط دلیل کی بناء پر ہی اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذیل میں دی گئی مثال سے ظاہر ہوتا ہے، حدیث شفاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(ما بقى فى النار الا من حبسه القرآن ووجب عليها الخلود)

جہنم میں ان لوگوں کے سوا اور کوئی اب باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ضروری قرار دے دیا ہے۔

اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں: "الا من حبسه القرآن يعنى قول الله تعالى:﴿خالدين فيها﴾"[23]

ابو عبداللہ حضرت امام بخاری نے کہا کہ قرآن کی رو سے دوزخ میں قید رہنے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لیے " خالدين فيها" کہا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

علم معرفة المناسبات:

مباحث فی علوم القرآن میں علم المناسبات بھی ہے جس میں آیات کے مابین یا سورۃ اور آیات کے مابین مناسبت کی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ امام بخاری بھی اپنی صحیح میں ایسے ترجمۃ الباب میں موجود آیت اور باب میں حدیث کے مابین تطبیق قائم کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾[24] کے ضمن میں یہ حدیث بطور دلیل لیکر آئے ہیں: (الكمأة من المن وماؤها شفاء العين).[25]

"کماۃ" (یعنی کھنبی) بھی من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی دوا ہے۔

امام خطابی نے جب اعتراض کیا کہ ترجمۃ الباب میں آیت اور پیش کردہ حدیث میں مناسبت نہیں تو امام ابن حجر نے اس کے جواب میں یہ روایت (من المن الذي أنزل على بني اسرائيل) ذکر کرکے فرمایا: "اس سے امام خطابی کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے کہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت نہیں ہے"[26]۔

علم الناسخ والمنسوخ:

مباحث فی علوم القرآن میں ناسخ ومنسوخ کی معرفت بھی شامل ہے۔امام بخاری اپنی صحیح میں آیت کی تشریح: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾[27] میں حدیث ذکر کرتے ہیں:

(عن ابن عباس، قال: قال عمر : " أقرؤنا أبي، وأقضانا علي، وإنا لندع من قول أبي، وذاك أن أبيا يقول: لا أدع شيئا سمعته من رسول الله ﷺ وقد قال الله تعالى: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[28]

سیدنا ابن عباس نے بیان کیا کہ سیدنا عمر نے فرمایا، ہم میں سب سے بہتر قاری قرآن اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ میں قضاء یعنی فیصلے کرنے کی صلاحیت ہے۔اس کے باوجود ہم اُبی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے جو اُبی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جن آیات کی بھی تلاوت سنی ہے، میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا ۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایاہے کہ ((ماننسخ من آیۃاوننسھا... الخ))ہم نے جو آیت بھی منسوخ کی یا اسے بھلایا تو پھر اس سے اچھی آیت لائے۔"

امام ابن حجر لکھتے ہیں: "وَاسْتُدِلَّ بِالْآيَةِ الْمَذْكُورَةِ عَلَى وُقُوعِ النَّسْخِ خِلَافًا لِمَنْ شَذَّ فَمَنَعَهُ وَتُعُقِّبَ بِأَنَّهَا قَضِيَّةٌ شَرْطِيَّةٌ لَا تَسْتَلْزِمُ الْوُقُوعَ وَأُجِيبَ بِأَنَّ السِّيَاقَ وَسببالنُّزُولِ كَانَ فِي ذَلِكَ لِأَنَّهَا نَزَلَتْ جَوَابًا لمن أنكر ذَلِكَ".[29] یعنی مصنف (امام بخاری) کا آیت کی تفسیر میں یہ روایت ذکر کرنے کا مقصد یہی تھا کہ جو منکرین نسخ ہیں انہیں نسخ کے وقوع پر مطلع کیا جاسکے۔

مانزل علی لسان الصحابۃ:

مباحث علوم القرآن میں ایک بحث "مانزل علی لسان الصحابۃ" بھی موجود ہے۔اس میں ان شخصیات اور اصحاب کا تذکرہ ہے جن کی خواہش اور آرزو پر قرآن مجید کی وحی نازل ہوئی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس بحث سے متعلق بھی باب قائم کیاہے:

باب(وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) اورروایت ذکرکرتے ہیں :(وافقت الله في ثلاث، أو وافقني ربي في ثلاث، قلت: يارسول الله لواتخذت مقام إبراهيم مصلى ؟ وقلت...)[30]. سیدنا عمر کی خواہش پر قرآن مجید کی وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے تین مواقع پر موافقت کی اور ان اشخاص میں شامل کیا جن کی زبان پر قرآن نازل ہوا۔

علم زمن نزول قرآن:

مباحث علوم القرآن کی ایک بحث قرآن مجید کے زمانہ کا تعین بھی ہے۔اس علم کے تحت قرآن مجید کی آیات کے وقت اور زمانہ کا تعین اور کسی خاص واقعہ کی نسبت کو ذکر کردیا جاتا ہے۔امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس بحث سے متعلق بھی ایک باب قائم کیا ہے فرماتے ہیں:

باب قولہ (إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ)اور روایت ذکر کرتے ہیں:

(قلت لعائشة زوج النبي ﷺ --- وأنا يومئذ حديث السن: أرأيت قول الله تبارك وتعالى: (إن الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت أو اعتمر، فلا جناح عليه أن يطوف بهما) [البقرة: 158]. فما أرى على أحد شيئا أن لا يطوف بهما؟ فقالت عائشة: " كلا، لو كانت كما تقول، كانت: فلا جناح عليه أن لا يطوف بهما، إنما أنزلت هذه الآية في الأنصار، كانوا يهلون لمناة، وكانت مناة حذو قديد، وكانوا يتحرجون أن يطوفوا بين الصفا والمروة، فلما جاء الإسلام سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك، فأنزل الله: (إن الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت أو اعتمر فلا جناح عليه أن يطوف بهما)

(سیدنا عروہ بن زبیر نے فرمایا:) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جب کہ ابھی میں نو عمر تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : " صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اس لیے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں" اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ان کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔یہ سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔اگر مطلب یہ ہوتا جیسا کہ تم بتا رہے ہو پھر تو ان کی سعی نہ کرنے میں واقعی کوئی حرج نہیں تھا،لیکن یہ آیت تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منات بت کے نام کا احرام باندھتے تھے جو قدید کے مقابل میں رکھا ہوا تھا وہ صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے،جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ " صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اس لیے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے یے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں"۔

امام بخاری نے درج بالا آیت کے زمانہ نزول کو اس روایت کے ذریعہ واضح کردیا کہ "ہم پہلے اسے دور جاہلیت سے تصور کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تب ہم نے طواف شروع کردیا"[31]۔

علم الاشتقاق (علم الصرف والنحو):

مباحث علوم القرآن کی ایک بحث قرآن مجید کی آیات میں صرفی اور نحوی تشریح ہے۔اس علم کے تحت قرآن مجید کی آیات میں موجود کسی لفظ کی صرفی اور نحوی تشریح کی جاتی ہے۔امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس بحث کا التزام بھی جابجا کیا ہے:چند نمونے درج ذیل ہیں:

(ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا)...السكينة فعيلة من السكون.(32)

دوسرے مقام پر امام بخاری یوں ذکر کرتے ہیں:

باب(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا)---اضداداً، واحدها ند.(33)

اس کے علاوہ کتاب التفسیر میں لغوی، صرفی اور نحوی بحث کثرت سے مل جاتی ہے۔

علم القراءات(قراءات شاذہ و متواترہ):

مباحث علوم القرآن کی ایک بحث قرآن مجید کی آیات سے متعلق مختلف قراءات کی بھی ہے۔اس علم کے تحت قرآن مجید کی مختلف قراءات ذکر کی جاتی ہیں۔امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس بحث کا التزام بھی کیا ہے:

باب قوله﴿ما ننسخ من آية او ننسها﴾

اس باب کی ضمن میں امام ابن حجر یوں رقمطراز ہیں:

قوله: باب قوله تعالىٰ: (ما ننسخ من آية أو ننسا ها) كذا لأبى ذر "ننسها" بضم أوله وكسر العين بغير همز –ولغيره ننساها والأل قراءاة الأكثر واختارها أبو عبيدة وعليه أكثر المفسرين – والثانية قراءاة ابن كثير وابى عميرو وطائفة ... وفيها قراءاة أخرىٰ فى الشواذ.(34)

صحیح بخاری شریف کے مطالعہ سے جہاں دیگر علوم وفنون سے آگاہی حاصل ہوتی ہے وہیں علوم القرآن کی متعدد ابحاث بھی سامنے آتی ہیں جیسا کہ درج بالا عبارت میں ابن حجر نے علم القراءۃ پر بحث کی ہے۔

علم الاسماء والکنیٰ:

مباحث علوم القرآن کی ایک بحث قرآن مجید کی آیات میں وارد اسماء اور کنیتوں کی معرفت ہے۔اس علم کے تحت قرآن مجید کی آیات میں موجود کسی فرد کے نام یا کنیت کی وضاحت کی جاتی ہے۔امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس بحث کا التزام بھی جابجا کیا ہے۔:سورۃ لہب کی تفسیر میں امام ابن حجر یوں رقمطراز ہیں:

قوله سورة تبت يدا أبي لهب بسم الله الرحمن الرحيم سقطت البسملة لغير أبي ذر وأبو لهب هو بن عبد المطلب واسمه عبد العزى وأمه خزاعية وكني أبا لهب إما بابنه لهب وإما بشدة حمرة وجنته وقد أخرج الفاكهي من طريق عبد الله بن كثير قال إنما سمي أبا لهب لأن وجهه كان يتلهب من حسنه انتهى ووافق ذلك ما آل إليه أمره من أنه سيصلى نارا ذات لهب ولهذا ذكر في القرآن بكنيته دون اسمه.(35)

چنانچہ درج بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں بسا اوقات کچھ افراد کو ناموں کی بجائے کنیتوں سے ذکر کیا گیا ہے اسی لیے ابن حجر نے اس کنیت کی وضاحت بیان فرمادی ہے۔

شان نزول:

مباحث علوم القرآن میں ایک بحث شان نزول بھی ہے جس میں آیات یا سورۃ کے شان نزول اور نازل ہونے کی وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ امام بخاری بھی اپنی صحیح میں خصوصاً کتاب التفسیر میں آیات کے شان نزول کو واضح کرتے ہیں:

باب قوله:(إنك لا تهدي من أحببت ولكن الله يهدي من يشاء)

اس کے بعد شان نزول کی طور پر یہ روایت ذکر کرتے ہیں:

"لما حضرت أبا طالب الوفاة، جاءه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد عنده أبا جهل، وعبد الله بن أبي أمية بن المغيرة، فقال: " أي عم قل: لا إله إلا الله كلمة أحاج لك بها عند الله " فقال أبو جهل، وعبد الله بن أبي أمية: أترغب عن ملة عبد المطلب؟ فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرضها عليه [113]، ويعيدانه بتلك المقالة، حتى قال أبو طالب آخر ما كلمهم: على ملة عبد المطلب، وأبى أن يقول: لا إله إلا الله، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «والله لأستغفرن لك ما لم أنه عنك» فأنزل الله: (ما كان للنبي والذين آمنوا أن يستغفروا للمشركين)[التوبة: 113] وأنزل الله في أبي طالب، فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: (إنك لا تهدي من أحببت ولكن الله يهدي من يشاء) [القصص: 56].(36)

درج بالا عبارت سے واضح ہے کہ امام بخاری آیات کے شان نزول کو بیان کرنے کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور دلیل کے طور پر مستند روایات ذکر کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

درج بالا بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ صحیح بخاری میں مباحث علوم قرآنیۃ موجود ہیں، اگرچہ انہیں تلاش کرنے میں محنت شاقہ مطلوب ہے لیکن امام بخاری کے اسلوب میں خصوصاً ترجمۃ الباب قائم کرتے ہوئے جہاں فقہی رموز پوشیدہ ہیں وہیں ایسی ابحاث بالواسطہ یا بلاواسطہ موجود ہیں جن سے علوم قرآنیہ کو ایک نئی جہت اور مفید معلومات میسر آسکتی ہیں۔ خصوصاً صحیح بخاری اور فتح الباری و عمدۃ القاری کے مطالعہ سے علوم القرآن، تفسیر اور اصول تفسیر میں جدت اور محدثین کے نقطہ نظر کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ بطور نمونہ صرف کتاب التفسیر سے سورۃ فاتحہ سے اخذ مباحث قرآنیہ کو ذکر کیا گیا ہے جس سے یہ واضح ہے کہ دقیق مطالعہ اور محققانہ انداز فکر سے بہت سی نئی ابحاث کو بھی صحیح بخاری سے اخذ کیا جاسکتا ہے تاکہ علوم قرآنیہ میں مفسرین اور اہل تفسیر کے ساتھ ساتھ محدثین کا نقطہ نظر بھی سمجھا جاسکے۔ چونکہ صحیح بخاری میں باعتبار صحت مستند روایات کا التزام کیا گیا ہے اس لیے اخذ شدہ علوم اور ابحاث میں شک و تردد کی گنجائش نہ ہوگی کیونکہ بطور دلیل امام بخاری مرفوع حدیث یا کسی صحابی کا مستند قول ہی ذکر کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1 ۔ أبو سليمان احمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي (المتوفى: 388 هـ) غريب الحديث : الناشر: دار الفكر – دمشق، عام النشر: 1402 هـ - 1982 م، 1/ 70

2 ۔ محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، صحيح البخاري:كتاب التفسير، باب ما جاء في فاتحة الكتاب، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ، 6 / 17

3 ۔ أبو عبيدة معمر بن المثنى التيمى البصري (المتوفى: 209هـ)، مجاز القرآن: مكتبة الخانجى، القاهرة، الطبعة: 1381 هـ، 1/ 23

4 ۔ أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (المتوفى: 794هـ)،البرهان في علوم القرآن: دار إحياء الكتب العربية، الطبعة: الأولى، 1376 هـ، 1/ 269

5 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب ما جاء في فاتحة الكتاب و سميت ام الكتاب، 6/ 17

6 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب سورة المائد و باب سورة الروم ،6/ 17-50-113

7 ۔ صحيح البخاري:6/ 17-33

8 ۔ صحيح البخاري:6/ 93-180

9 ۔ صحيح البخاري: 6/ 17

10 ۔ صحيح البخاري:كتاب التفسير، 1/ 152

11 ۔ صحيح البخاري: 6/ 17

12 ۔ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب فضل البقرة، 6/ 188

13 ۔ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد،8/ 131

14 ۔ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب، 3/ 93

15 ۔ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب، 6/ 187

16 ۔ البرهان فی علوم القرآن: 1/ 187، الاتقان فی علوم القرآن: 36/1

17 ۔ [الحجر: 87]

18 ۔ حافظ ابن حجر، فتح الباري: دار الرأية، الرياض، السعودية، 2000م، 8/ 381

19 ۔ القول الوجيز: مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ، بيروت، 90

20 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب ما جاء فی فاتحة الكتاب، 6/ 81

21 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب ما جاء فی فاتحة الكتاب، 6/ 17

22 ۔ فتح الباري لابن حجر: 2/ 227

23 ۔ صحيح البخاري: 6/ 18

24 ۔ [البقرة: 57]

25 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب و ظللنا عليكم الغمام، 6/ 18

26 ۔ فتح الباري لابن حجر: 8/ 164

27 ۔ [البقرة: 106]

28 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب قوله ما ننسخ من آية، 6/ 19

29 ۔ فتح الباري لابن حجر: 8/ 167

30 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب قوله واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى، رقم 4483

31 ۔ فتح الباري لابن حجر: 3/ 500

32 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب قوله ثانی اثنين، رقم 4664

33 ۔ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب ومن الناس حيدث 4497

34 ۔ فتح الباري لابن حجر: 8/ 167

35 ۔ فتح الباري لابن حجر: 8/ 737

36 ۔ فتح الباري لابن حجر: 8/ 506